علامہ اقبال کی اردو شاعری

Online Note For BA Urdu(H) First Year P I,

علامہ اقبال اردو دنیا کے اہم اور ممتاز ترین شاعر شمار کیے جاتے ہیں نہ صرف ایشیا میں بلکہ عالمی پیمانے پر ان کو شہرت و افتخار حاصل ہے۔ انھوں نے غزلیں بھی کہیں، قطعہ، مرثیہ اور رباعی بھی کہی، مگر ان کی نظموں کو جہان اردو میں جو پذیرائی اور وقار و اعتبار حاصل ہوا، وہ ان کی غزلوں کو حاصل نہ ہوسکا۔ یہ صحیح ہے کہ وہ نظموں کے شاعر تھے اور ان کا شعری جوہر مکمل طور پر نظموں میں کھلتا ہے۔ وہ ۱۸۷۷ء یا ایک قول کے مطابق ۱۸۷۶ء میں سیال کوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ وہ نسلاً کشمیری تھے۔ ان کا تعلق ایک کشمیری برہمن خاندان سے تھا۔ علامہ اقبال نے خود کہا ہے کہ

میں اصل کا سومناتی
آبا مرے لاتی و مناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد
میری کفِ خاک برہمن زاد

ان کے گھر کا ماحول مذہبی تھا، والد کا نام نور محمد تھا۔ جو اپنی مذہبی اور اخلاقی پاکیزگی کی وجہ سے سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے گھر کا ماحول صوفیانہ اور عارفانہ تھا۔ ان کی والدہ بھی ایک دین دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ انھوں نے بھی ان کی پرورش و پرداخت میں نمایاں رول ادا کیا۔ علامہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت عام بچوں کی طرح مکتب میں ہوئی، لیکن پھر عصری تعلیم کے حصول کے لیے سیال کوٹ کے اسکول میں داخل کردیے گئے۔ ہر جماعت میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ پانچویں جماعت سے لے کر انٹرنس تک سرکاری وظیفہ کے ساتھ امتحان پاس کیا۔ اسی درمیان گھر میں ایک اتالیق مولوی امیر حسن کے ذریعہ انھیں دینیات کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔ پھر لاہور چلے گئے، جہاں بی اے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ کالج میں داخل ہوئے۔ انھوں نے بی اے اور ایم اے میں فلسفہ کا اختیاری مضمون رکھا تھا۔ اورینٹل کالج لاہور میں بطور لکچرر کچھ دن تعلیم و تدریس سے بھی وابستہ رہے۔ اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں انگلستان چلے گئے اور کیمبرج یونی ورسٹی میں داخل ہوکر علمی تشنگی دور کرنے لگے۔ کیمبرج یونی ورسٹی سے فلسفۂ اخلاق میں اور میونخ یونی ورسٹی جرمنی سے میٹا فزکس آف پرشیا یعنی ایرانی الٰہیات پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری لی اور پھر انگلستان میں چند ماہ رکنے کے بعد اپنے وطن واپس آ گئے۔

علامہ اقبال نے غزل، مثنوی، مرثیہ، رباعی، قطعہ سبھی اصناف پر طبع آزمائی کی۔ ان کے اردو شعری مجموعوں کی تعداد چار ہے۔ بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم اور ارمغان حجاز اور اب یہ چاروں مجموعے ایک کلیات میں شامل ہیں۔

علامہ اقبال نے فارسی زبان میں بھی شاعری کی، مگر ہمیں یہاں ان کی اردو شاعری سے بحث کرنا ہے۔ ان کی شاعری کا آغاز مادری زبان پنجابی سے ہوا۔ مگر وہ جلد ہی اردو میں شاعری کرنے لگے۔ اور ادبی مجلسوں اور مقامی مشاعروں میں بھی غزل پڑھنے لگے۔ جب سیال کوٹ سے لاہور آئے تو ان کی شاعری کو نیا ماحول اور ایک نئی فضا ملی۔ ہر طرف ان کی شاعری کا چرچا ہونے لگا اور ان کے بارے میں بڑی بڑی پیشین گوئی کی جانے لگی۔ لاہور کی ایک ادبی مجلس میں انھوں نے اپنی مشہور نظم ''کوہ ہما'' لہ سنائی جس کو خوب پسند کیا گیا، کیوں کہ اس میں وطن پرستی اور حب الوطنی پر مبنی اشعار تھے، جو اس کے وقت کے حالات کے عین مطابق تھے۔ یہ نظم سب سے پہلے شیخ عبدالقادر کے رسالہ مخزن میں ۱۹۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوئی، جو مخزن کا پہلا شمارہ بھی تھا۔ وہ رسالہ مخزن کے ہر نمبر کے لیے کوئی نہ کوئی نظم لکھا کرتے تھے۔ جب شہرت پھیلی تو لوگوں کی طرف سے نظم کی فرمائشیں ہونے لگیں اور اس طرح ان کا شعری قد دنیائے ادب میں دراز ہوتا گیا۔ علامہ اقبال کی شاعری کا پہلا دور ہے جو ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سے پہلے وہ صرف روایتی قسم کی غزلیں لکھا کرے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علامہ اقبال ایک فلسفی شاعر تھے، انھوں نے ابتدا میں جو نظمیں لکھی ہیں، ان پر مغربی شعرا کا اثر بھی صاف محسوس ہوتا ہے۔ خاص طور پر بچوں کے لیے جو نظمیں لکھی گئی ہیں، جیسے ایک مکڑی اور مکھی، ایک پہاڑ اور گلہری، ایک گائے اور بکری، بچے کی دعا، ہمدردی، ماں کا خواب یا پیام صبح، عشق اور موت، رخصت اے بزم جہاں، یہ سب مختلف یورپی شعرا کے کلام سے ماخوذ و مترجم ہیں۔ اور یہ سب بظاہر ان کی طالب علمی کے زمانے کی چیزیں ہیں۔ اس قسم کی نظموں کی زبان بھی بہت صاف سادہ اور رواں ہے۔

اس پہلے دور میں اقبال پر فلسفیانہ خیالات غالب تھے اور وہ دین وملت کی قید سے بے نیاز ہوکر شاعری کرتے تھے۔ اس دور میں انھوں نے وطن پرستی کے جذبہ کو ابھارا اور ہندو مسلم اتحاد پر زور ڈالا۔ ترانۂ ہندی، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت، نیا شوالہ اور صدائے درد وغیرہ اسی عہد کی یادگار ہیں، جس میں بڑے جوش وخروش کے ساتھ اہل وطن کو اتحاد و یک جہتی کی دعوت دی گئی ہے اور قومی یک جہتی کا راگ الاپا گیا ہے۔

اقبال کی شاعری کا دوسرا اور اہم دور ۱۹۰۵ء سے شروع ہوتا ہے، جب وہ انگلستان بغرض حصول تعلیم گئے تھے۔ اس عہد میں وہ شاعری سے بڑی حد تک دلبرداشتہ بھی ہوگئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں انھوں نے بہت کم نظمیں لکھیں۔ انھوں نے ایشیائی شاعری کو غیر مفید تصور کیا، وہ چوں کہ ایرانی الہیات پر پی ایچ ڈی کر رہے تھے، اس دوران ایرانی شاعری کے مطالعہ سے بھی ان پر یہ عقدہ کھلا کہ یہ شاعری موجودہ دور کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ چناں چہ اب ان کی شاعری میں تغیر پیدا ہونا شروع ہوگیا۔ ان کا شاعرانہ زاویۂ نگاہ بدل گیا اور وہ انگلستان میں رہنے کی وجہ سے صرف شاعر اور صرف فلسفی نہیں رہے، بلکہ ایک پیام بر شاعر بن گئے، اس پیام اور پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی مسلسل جدوجہد، مسلسل حرکت اور پیہم تگ ودو کا نام ہے۔ اور وہ پھر یوں گویا ہوئے:

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرز کلام اور ہے
طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم
یہ بھی سنو کہ نالۂ طائر بام اور ہے

انگلستان میں دوران قیام جب انھوں نے اقوام عالم پر نظر دوڑائی، مختلف افکار وخیالات سے ان کا واسطہ پڑا، تو قوم وملت اور وطن کے تعلق سے بھی ان کے خیالات میں تبدیلی ہوگئی۔ وطن کی محبت اب بھی ان میں باقی تھی، مگر اب وہ وطنیت پر اسلامی قومیت کی بنیاد رکھنے کے روادار نہ تھے۔ اور یوں گویا ہوئے

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے
کہاں کا آنا، کہاں کا جانا فریب ہے امتیاز عقبی
نمود ہر شئے میں ہے ہماری کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

۱۹۰۸ء میں انگلستان سے واپسی کے بعد ان کی شاعری کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے، جس کے ذریعہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ گرچہ انھوں نے اس دور میں بھی غیر مسلموں کے بعض پیشواؤں جیسے گرنانک اور شری رام وغیرہ کی مدح سرائی میں نظمیں لکھیں، مگر اکثر نظموں کا رخ مسلمانوں کی طرف ہے، اس لیے اس دور کی شاعری کو اسلامی شاعری کہا جاتا ہے، جو بڑی حد تک صحیح بھی ہے۔

آیئے، ایک نظر علامہ اقبال کے افکار ونظریات پر بھی ڈالتے ہیں۔ اقبال ایک ماہر فلسفی تھے اور ان کے فلسفۂ خودی کو اردو شاعری میں اہم مقام حاصل ہے اور ان کی شاعری کو اسی آئینے میں منعکس کیا جاتا ہے۔ ان کی نظموں میں انسانوں کی برتری کو نمایاں کیا گیا ہے۔ عقل وعشق کی معرکہ آرائی، خیر وشکر کا امتزاج یا خیر وشر کی جنگ، بقائے دوام اور حیات

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''فلسفۂ خودی کی بنیاد انسان کی فضیلت اور اس کی مخفی روحانی استعداد و قابلیت ہے۔ اگر انسان میں خود شناسی کا مادہ پیدا ہوجائے تو اور وہ اس استعداد و قابلیت سے واقف ہوجائے تو دنیا اس کے نور سے جگمگا اٹھے۔'' (اقبال کامل، عبدالسام ندوی، ص:۱۱۶)

ایک نظم ''انسان اور بزم قدرت'' میں فلسفۂ خودی کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انگلستان سے واپسی کے بعد تیسرے دور میں وہ خودی کی اور زیادہ تعلیم دینے لگے اور کہا کہ

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا
خودی کا راز داں ہوجا خدا کا ترجماں ہوجا
خودی میں ڈوب جا غافل یہ سِرِ زندگانی ہے
نکل کر شام و سحر سے جاوداں ہوجا

یہ علامہ اقبال کی زندگی اور ان کی شاعری کے مختلف ادوار کا ایک مختصر اور عمومی جائزہ ہے۔ بعض ناقدین نے ان کی شاعری کو اور بھی طرح سے دیکھا ہے اور اس کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے، بانگ دار کی شاعری کے بعد جو کچھ لکھا ہے، اس کو اسی چوتھے دور میں رکھا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ یہ دور گزشتہ ادوار سے مختلف ہے۔ گزشتہ ادوار میں انھوں نے خاص محرکات کے تحت پر جوش اور طویل نظمیں لکھی تھی، مگر اس دور میں کوئی پر جوش محرک نہیں تھا۔ صرف ایک خودی کا فلسفہ تھا، جس کے نشہ میں وہ بے خود اور سرشار رہتے تھے۔

علامہ اقبال اتنے بڑے شاعر تھے کہ ان کی شاعری پر تنقیدی کتابوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ اتنے مقالے اور اتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ ان سب کا احصا بھی ممکن نہیں ہے۔ علامہ اقبال کے فکر و فن اور ان کے افکار و خیالات پر ڈھائی ہزار سے زائد کتابیں لکھی اور چھاپی جا چکی ہیں۔ اقبال کی زندگی اور ان کی شاعری کو اختصار کے ساتھ سادہ انداز میں سمجھنے کے لیے عبدالسلام ندوی کی اقبال کامل اور پروفیسر نورالحسن نقوی کی کتاب اقبال شاعر و مفکر کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

DR ABRAR AHMAD

URDU DEPARTNENT BM COLLEGE

RAHIKA MADHUBANI

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.